JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 17, Issue: 01, Jul – Dec 2023

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

قرآن مجید کی معاشرتی اصلاحات کی تفہیم و تشریح میں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور مولانا وحید الدین خانؒ کے افکار کا تقابلی مطالعہ

A comparative study of the Thoughts of Syed Abul Ala Maududi and Molana Wahiduddin Khan in the understanding and interpretation of the Social Terms of the Holy Quran

Ataullah
Ph.D. Scholar Dept. of Islamic thought and Culture AIOU Islamabad
Dr, Sana ullah Hussain
Chairman Dept. of Quran and Tafseer, AIOU Islamabad

ABSTRACT

Syed Maududi and Wahiduddin Khan wanted reform in the light of traditional thought. Both of these figures were convinced of the conditional use of Western thought and believed in the principles of the Qur'an and Sunnah as the basis for social reforms, however, there is a difference between them in some matters. Syed Maududi declares democratic politics as essential for the reform of the society. With him, the strategies for social reform can be changed. Therefore, Jamaat-e-Islami emerged as a preaching and reform movement and later became a part of the democratic system. And then it became a charity organization by changing its management. They also have military menhaj for reform. Their call is to establish the name of God's system on God's land instead of the concern of individuals. Allama Wahiduddin Khan's thought is scientific and experimental. He always tries to match the verses of the Holy Quran with the experiences of contemporary science. The style of remembrance is prominent in his writings. There are modernist tendencies and inclinations in the thoughts and ideas, they are the bearers of the individual ideology compared to the collective ideology and they are convinced of independent ijtihad in reforming the society. Some of Maulana Wahiduddin Khan's beliefs and ideas are quite different from those of the Jamahur Ahl al-Sunnah.

Keywords: *Socity, Quran and Sunna, individual ideology*

CC BY

تمہید

قرآن مجید معاشرتی اصلاح کے لیے سب سے آخر میں نازل ہونے والی کتاب ہے ، جس کے مفسر اول رسول اکرم ﷺ ہیں۔قرن اول میں جن بنیادوں پر معاشرے کی اصلاح کی گئی،ان کی تفہیم و تشریح میں مفسرین دو طبقات میں تقسیم ہوئے۔کچھ کو روایت پسند اور کچھ کو جدیدیت پسند کہا گیا۔اہل علم کے ہاں سید مودودیؒ کو روایت پسند جبکہ علامہ وحید الدین خان کو جدیدیت پسند مفسر قرار دیا جاتا ہے۔مقالہ ہذا میں ہر دو مفسرین کے اسلوب اصلاح کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

اصلاح کا لغوی مفہوم

’’اصلاح ‘‘باب افعال کا مصدرہے، جس کا لغوی معنیٰ’’کسی چیز کو درست کرنے اور اس میں پائی جانے والی خرابیوں کو دور کرنے‘‘کے ہیں ۔ اس کا مادہ ’’ص ، ل ، ح‘‘ ہے ۔ جو خلاف ِفساد پر دلادلت کرتاہے۔ یہ مادہ ثلاثی مجرد میں باب ’’ فتح یفتح اور نصر ینصر ‘‘سے آتاہے ، بعض علمائے لغت نے اسے باب ’’کرم یکرم ‘‘سے بھی بیان کیاہے ۔ جب یہ لفظ ’’لام‘‘کے فتح کے ساتھ استعمال ہوتاہے تو اس کا مصدر ’’صلوح ‘‘ جبکہ دوسری صورت میں ’’صلاحا‘‘ آتاہے۔ صاحب لسان العرب لکھتےہیں :

الصَّلاح: ضِدُّ الْفَسَادِ؛ صَلَح يَصْلَحُ ويَصْلُح صَلاحاً وصُلُوحاً؛ وأَنشد أَبو زَيْدٍ: فكيفَ بإِطْراقي إِذا مَا شَتَمْتَني؟ ... وَمَا بعدَ شَتْمِ الوالِدَيْنِ صُلُوحُ.[1]

’’لفظ صلاح فساد کی ضد ہے ۔ابوزید نے شعر میں کہا: اور کیا حالت تھی میرے پلکوں کی جب تم نے مجھے گالیاں دیں۔ اور والدین کو گالیاں دینے کے بعدکوئی اچھائی نہیں‘‘

قرآن مجید میں لفظ ’’فساد ‘‘کے لیے’’ السیئۃ ‘‘ا ور ’’الاثم ‘‘بطور مترادف اور ہم معنیٰ استعمال ہوئے ہیں۔صاحب المفردات لکھتے ہیں :

صلح : الصلاح ضد الفساد وهما مختصان في أكثر الاستعمال بالأفعال وقوبل في القرآن تارة بالفساد وتارة بالسيئة[2]**-**

صلح : الصلاح سے ہے جو فساد کی ضد ہے ۔ اس کا زیادہ تر استعمال افعال اور اعمال کے ساتھ خاص ہے ۔ قرآن مجیدمیں یہ لفظ کبھی فساد اور کبھی برائی کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے ۔ Oxford Advance learner میں Reformationکا یہ معنیٰ بیان کیاگیاہے کہ:

Agitate for , Bring about, a change that removes [3]

اگر باب "افعال "سے استعمال کیاجائے تو یہ کسی چیز کو ٹھیک کرنے اورباب "استفعال "سے ہوتو کسی چیز کو دوسرے سے ٹھیک کرنے کے مطالبہ کے لیے بولا جائے گا۔المورد میں اصلاح کا مفہوم Reformation بیان ہواہے۔ اصلاح کرنے والے کو مصلِح Reformer کہاجاتاہے اور جن کی اصلاح کی جاتی ہے، انہیں مصلَح کہاجاتاہے[4]۔

مذکورہ بالا لغوی معانی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اصلاح کا لغوی معنیٰ فساد اور بگاڑ کو ختم کرنا ، کسی چیز کو درست کرنا اور اس میں بہتری لانا ہے ۔

لفظ اصلاح کا اصطلاحی مفہوم

اصلاح سے مراد انسان کے عقائد، اعمال واخلاق میں پائے جانے والے بگاڑ کا خاتمہ ہے ، تاکہ وہ کامیاب معاشرتی فرد کے طورپر زندگی گزار سکے۔علمائے لغت نے اس کااصطلاحی مفہوم ہر چیز میں پائے جانے والے بگاڑ کو ختم کرکے اسے درست کرنے کوقراردیاہے۔گویا لغت سے سمجھاجانے والا معنیٰ ہي اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے ۔ گویا اللہ تعالیٰ انسان میں کبھی خوبیاں پیدا کرکے اس کی اصلاح کرتاہے اور کبھی اس میں پائے جانے والے رزائل دور کرکے ۔ اصلاح ہر اس کام کے کرنے کو کہاجاہے ، جس میں منفعت ہو اور اس کام سے بچنے کو کہاجاتاہے ، جس میں نقصان ہو۔ محمد بن جرير طبري لکھتے ہیں:

وأن الإصلاحَ هو ما ينبغي فِعله مما فعلهُ منفعةٌ[5]

''اصلاح کسی ایسے کام کے کرنے کو کہاجاتاہے جس میں منفعت ہو''۔

اسی لیے علامہ وحیدالدین خانؒ نے اصلاح کی تعریف یوں کی ہے:

"اگرہ وہ گہرائی کے ساتھ سوچیں تو ان پر کھلے گاکہ اصلاح یہ ہے کہ بندے صرف اپنے رب کے ہو جائیں۔ اس کے برعکس فساد یہ ہے کہ خدا اور بندے کےتعلق کو درست کرنے کے لیے جو تحریک چلے اس میں روڑے اٹکائے جائیں ۔ ان کا بظاہر نفع کا سودا گھاٹے کا سوداہے ۔ کیونکہ وہ بے آمیز حق کو چھوڑ کر ملاوٹی حق کو اپنے لیے پسندکرتے ہیں۔جوان کے کام آنے والانہیں''۔ [6]

اصلاح کے عمل میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری پر انسانوں کو ابھارا جاتا ہے ۔اس عمل سے متعلق آگہی کے لیے نبیوں اوررسولوں کو مبعوث کیاجاتاہے، جو بغیرکسی مالی منفعت اور اجرت کے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ شیخ ابن عاشور لکھتے ہیں :

> **وَمَعْنَى أَصْلَحَ فَعَلَ الصَّلَاحَ، وَهُوَ الطَّاعَةُ لِلَّهِ فِيمَا أَمَرَ وَنَهَى، لِأَنَّ اللَّهَ مَا أَرَادَ بِشَرْعِهِ إِلَّا إِصْلَاحَ النَّاسِ كَمَا حَكَى عَنْ شُعَيْبٍ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلاحَ مَا اسْتَطَعْتُ**[7]
>
> ’’اصلح کا معنیٰ ہے اس نے اصلاح کی۔ وہ اللہ تعالی کے احکام ونواہی کی اطاعت کرناہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو مشروع نہیں کیامگرلوگوں کی اصلاح کے لیے ۔جیساکہ حضرت شعیب سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: میں تو بس اپنی استطاعت کے مطابق تمہاری اصلاح چاہتاہوں‘‘۔

افراد کے سیرت وکردار کے لحاظ سے معاشرہ ایک زندہ متحرک وجود ہوتاہے ، وہ حیاتیاتی وجود کی طرح پیدائش، بلوغت، جوانی ، کہولت ،بڑھاپے اور موت کے مراحل سے گزرتاہے ۔ معاشرت انسان کی فطرت ضرورت ہے ۔انسان کی معاشرت پسندی کے متعلق دونظریات بیان کیے جاتے ہیں : خارجی سبب کہ انسان جسمانی ساخت کے اعتبار سے کمزور واقع ہواہے۔وہ دوسرے حیوانوں کی طرح قدرتی طورپردفاعی اسباب سے مسلح نہیں۔ اسے اپنے دفاع کے لیے دوسروں کی معاونت درکار ہوتی ہے اور انسان کی اسی کمزوری سے اس نے معاشرے کی تشکیل کو اپنے لیے ضروری سمجھا۔ ابن خلدون نے لکھا کہ "انسان پیدائشی طورپر مدنیت پسندواقع ہواہے "[8]

داخلی سبب انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی خواہشات ہیں جن کی بدولت اس کا افراد کے ساتھ مل کرزندگی بسرکرنا اسے پسندیدہ لگتاہے ۔ معاشرت انسان کی فطرت خواہش بھی ہے اور ذاتی مجبوری بھی ۔کیونکہ انسان طبعاً انسانیت کا قرب چاہتاہے اور ذاتی مجبوریوں کے تحت ان کا محتاج بھی رہتاہے۔انسان اور اجتماعیت لازم وملزوم ہیں۔ اسی لیے ارسطونے کہاتھاکہ انسان مدنی الطبع ہے [9]۔

اصلاح کی ضرورت واہمیت

''اصلاح ''کے ذریعے انسان اپنے آپ کو مہذب بناتا ہے۔یہ ایک متعددی عمل ہے ،جوانسان سے اس کے قریب تر پھرپڑوسی اور پھرمعاشرے کی طرف بڑھتاہے ۔ گویا اصلاح یافتہ شخص پہلے خود کونیکی کا پابندبناتاہے اور برائیوں سے بچتاہے ۔ پھر اپنے ارد گرد رہنے والے انسانوں کو منکرات سے روکتاہے اور راہ راست پرلاتاہے ۔ جن نیک اعمال کی انجام دہی سے معاشرے میں امن قائم ہو، اسے اصلاح سے تعبیرکیاجاتاہے ۔اسی وجہ سے اسلام میں ''نفاق '' سے منع کیاگیا اور منافقت کو ''معاشرتی فساد'' قرار دیاگیاہے ۔ خلیفہ عبداللہ کے مطابق ''بندوں کی اصلاح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ممکن ہے اور معاشی اصلاح اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں مضمرہے اور یہ امربالمعروف اورنہی عن المنکرکے بغیر مکمل نہیں ہوتی ۔ ''[10]۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انسان کو فالتو کاموں سے بچاتاہے ۔ مولانا وحید الدین خان لکھتے ہیں :'' خواص میں اس روح کے زندہ ہونے کا فائدہ یہ ہوتاہے کہ ان کی ساری توجہ خیر، بالفاظ دیگردیگر اساسیات دین پر مرتکز رہتی ہے ۔فروعی اور جزئی مسائل میں موشگافیاں کرنے کا ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ جولوگ خدا کی عظمتوں کے نقیب بنے ، آخرت کے منذر اور مبشرین بن کر اٹھیں ، ان کے پاس اتناوقت نہیں ہوتا کہ وہ ظاہری مسائل کی جزئیات میں اپنی مہارت دکھائیں۔ اس کے ساتھ امربالمعروف اورنہی عن المنکر کا کام انھیں حقیقی مسائل کی اصلاح میں لگادیتاہے ۔ فرضی اور قیاسی مسائل میں ذہنی ورزش کرناانھیں اس طرح بے معنیٰ اور بے فائدہ معلوم ہونے لگتاہے ، جس طرح ایک کسان کو شطرنج ''[11]۔

اسلام اور مذاہب عالم میں اصلاح کا بنیادی فرق

جب اصلاح یعنی ریفارمیشن کالفظ استعمال کیاجاتاہے ، تو عام طورپر اس سے دوچیزیں مراد لی جاتی ہیں۔

1. اسلامی تعلیمات کی اصلاح اور تطہیرکاعمل
2. اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشرتی طرز حیات کی تطہیر

علامہ وحیدالدین خان کے ہاں "اسلامی تعلیمات کی اصلاح اور تطہیر " کے لیے اصلاح کالفظ استعمال کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔فاضل مصنف لکھتےہیں :

> "جدیدطبقے کی طرف سے یہ مانگ شروع کردی گئی کہ اسلا م میں ریفارم لاؤ ، تاکہ اس کو بدلے ہوے زمانے کے مطابق بنایاجاے۔مگریہ قیاس مع الفارق ہے ۔دوسرے مذاہب تغیرات کاشکارہونے کی وجہ سے اپنی اصلیت کھوبیٹھے ہیں۔اس بناء پر ان میں ریفارم کی ضرورت پیش آتی ہے ۔تاکہ بدلے ہوے حالات کے مطابق بنایاجاے۔مگراسلام کامعاملہ بالکل مختلف ہے۔اسلام ایک محفوظ مذہب ہے ۔ وہ اب بھی اپنی ابتدائی حالت پر باقی ہے۔اس لیے اسلام ابدی قدروں کاحامل ہے ۔ وہ اپنی معنوی قدروں کو ہر زمانے میں برقرار رکھتاہے "۔ [12]

اسلام سے قبل آسمانی کتب کی حامل اقوام کا یہ طرز عمل ہمیشہ رہاکہ وہ ان میں افراط اور تفریط کرکے خدائی تعلیمات سے ایک خود ساختہ دین بنا لیتی تھی۔ لمبی مدت گزرنے کے بعد جب وہ اس سے اس قدر مانوس ہوجاتے تو اسے اصلی خدائی مذہب سمجھ لیتے تھے۔ ایسے حالات میں جب نبی اور رسول اصلاحی مشن لے کر مبعوث ہوتا تو اسے غیر مانوس پاکر متوحش ہوجاتے ۔یہود ونصاریٰ کا یہی حال تھا۔ اس لیے ان کی اکثریت اسلام کی صداقت کو پانے سے قاصررہی۔ صرف چند لوگ مثلا نجاشی ، شاہ حبش ، عبداللہ بن سلام وغیرہ اعتدال کی راہ پر باقی رہے۔ [13]

"تاہم زمانی تبدیلی کاایک اور مسئلہ ہے ۔ وہ عین فطری ہے اور اسلام میں بھی باربار پیش آتاہے ، مگریہ اصلاح یاتبدیلی کامسئلہ نہیں ،بلکہ وہ از سر نو تطبیق کامسئلہ ہے ۔اس کاحل اصلاح نہیں بلکہ اجتہاد ہے ۔ اصلاح خود اس مذہب میں ترمیم کے لیے ہوتی ہے ۔جبکہ اجتہاد کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے ابدی احکام کاگہرائی کے ساتھ مطالعہ کرکے اس کوسمجھایاجائے اور پھر اصل سپرٹ کے ساتھ نئے حالات پر منطبق کیاجاے[14]۔

معاشرتی فساد کے اسباب

علمائے تفسیر نے فساد میں دو چیزوں کو شامل کیاھے :

1۔فکری اور نظری بگاڑ

2۔ عملی بگاڑ ۔

گویاجب معاشرے میں فکری اور عملی بگاڑ ہوگا تو وہ معاشرہ صالح نہیں ہوسکتا۔ عملی بگاڑ تو فکری اور نظری بگاڑ کو مستلزم ہے ۔ انسان کے افعال اس کے خیالات و نظریات کے تابع ہوتے ہیں۔ پس خیالات جیسے ہوں گے ، ویسے ہی افعال اور اعمال کا صدور ہوگا۔ اچھے نظریات کے حامل افراد اچھے اور برے نظریات کے

حامل افراد سے برے افعال ہی صادر ہوتے ہیں۔ صاحب درمنثورلکھتے ہیں : الْفساد هُوَ الْكفْر وَالْعَمَل بالمعصية[15]''فساد وہ کفر اور معصیت کا ارتکاب ہے ''

امام رازیؒ لکھتے ہیں : ''فساد اللہ کے دین کے غیرکی طرف بلاناہے۔ یہ کبھی جا ن و مال پر ظلم کرکے ہوگا، کبھی مال شہروں میں فساد برپاکرکے ''[16]روح المعانی میں علامہ آلوسی نے امام رازی سے اصلاح کی تعریف نقل کرتے ہوے لکھا: "نیکی یہ ہے کہ وہ کریں جو ضروری ہو اور جس سے ضروری ہو اس سے اجتناب کیا جائے"۔ [17]

جب معاشرے میں بسنے والے افراد شرعی طور پرمطلوب اوامرپرعمل کرتے ہیں اور منہیات سے بچتے ہیں تو اس سے صالح معاشرہ وجود میں آتاہے جوانسانی مفادات کاحقیقی محافظ ہوتاہے۔ اس معاشرے میں انسان کا دین ، جان ، مال ، عزت وآبرواور عقل کوتحفظ ملتاہے ۔

معاشرتی اصلاحات کی تفہیم میں سید ابوالاعلیٰ مودودی[18] کانقطہ نظر

سید مودودیؒ عالم اسلام کے نامور مصلحین میں سےہیں۔ آ پ کا شمار ان شخصیات میں ہوتاہےجنہوں نے روایت کادامن تھام کر مذہب کی آسان اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ تعبیرپیش کی اور "معاشرتی اصلاحات "کا فریضہ سرانجام دیا۔ جب خلافت عثمانیہ کا سورج غروب ہوا تو عام طور پر سمجھاجانےلگاتھاکہ اسلام خانقاہوں تک محدود ہوچکاہےلیکن آپ نے عام فہم لٹریچر کے زریعے اپنا موقف عامۃ الناس تک پہنچایا۔ آپ کے قلمی شہ پارے دنیا کی مختلف اسلامی تحریکات پرگہرا اثر ڈالے ہوئے ہیں ۔پاکستانی سیاست میں آپ کا کردار غیر معمولی رہا۔ان مصلحانہ کوششوں کی بناء پر مسئلہ قادیانیت پر آپ کو پھانسی کی سزاء سنائی گئی ۔ اگرچہ عالمی دباوکے باعث وہ سزاء حکومت وقت کو منسوخ کرناپڑی ۔آپ کی دینی خدمات کی بدولت آپ کو شاہ فیصل ایوارڈ بھی دیاگیا۔ آپ نے تفہیم القرآن لکھ کرقرآن مجیدکی خدمت کی عظیم سعادت سرانجام دی ۔ [19]

سید مودودیؒ کے علمی کارہائے نمایاں

سید مودودی کثیر التصانیف مصنف تھے۔ انھوں نےپچاس برس کی عمرمیں ٹھوس علمی اور معیاری لٹریچر مرتب کیا، جو اس وقت انسائیکلوپیڈیاکی حیثیت رکھتاہے۔ آپ نےقرآن، حدیث ، عمرانیات، معاشیات، فقہ ، ادب ، سیاست الغرض ہر موضوع پر لٹریچر لکھا ۔ [20] چندا‌ہم کتابیں یہ ہیں۔ تفہیم القرآن، الجہاد فی الاسلام ، دینیات، خطبات، تجدید و احیائےدین، پردہ ، حقوق زوجین، سود، اسلام اور ضبط ولادت، مسئلہ ملکیت، تحریک آزادی ہند، اسلامی ریاست، مسئلہ قومیت، خلافت وملوکیت ، سنت کی آئینی حیثیت ، اسلام اور جدید معاشی نظریات وغیرہ ۔

نو آبادیاتي نظام میں بے شمار مصلحین نے فساد کے خاتمہ کے لیے خدمات سرانجام دیں اور اپنی بساط کے مطابق انسانیت کی اصلاح کافرض نبھایا۔برصغیر، ترکی اور مصر کے مصلحین کا جذباتی تعلق خلافت کے ادارہ کےساتھ رہا ہے۔ اسی لئے ان تمام تحریکات میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔انہی علاقوں میں اسلامی تحریکات کو جزوی کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں۔ ترکی مصر اور برصغیرکی تحریکات کی کوششیں کسی سے مخفی نہیں اور مغربی مفکرین اعتراف کرتےہیں کہ نشأۃ ثانیہ یا احیائےاسلام کی تحریکات ترکی، عرب ممالک اوربرصغیر پاک و ہند میں ہی اثر پذیر ہوئیں۔ عالم اسلام کے باقی زیر اثر علاقے اسلام کی عظمت رفتہ کا رونا تو روتےہیں لیکن اس کی بحالی کے لیے کوششیں کرنے سے مکمل گریزاں ہیں۔ ولفریڈ اسمتھ لکھتاہے :

> It is perhaps not misleading to epitomize the divergence in discrimination between the concepts 'renaissance' and 'reformation'. Taking these terms as signifying respectively the reviving of an ancient reality that has lapsed, and the modifying of an existing one that has gone wrong, then the former idea applies more aptly to the modern mood of other Muslims, particularly Arabs and Indo-Pakistanis, the latter to the Turks. The others, in their attitude to Islamic society on earth, are thinking of an ancient glory that they wish to recapture[21]

برصغیرمیں "اصلاحی فکر "کے علمبرداروں میں سید ابو الاعلیٰ مودودی بھی ہیں جنہوں نے امت مسلمہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھااور اس کے لیے منفرد منہج اختیار کیا۔

اصلاح میں سید مودودی کا منہج منفرد تھا۔ جس کی وجہ سے ان کی تحریک ملکی سرحدات سے نکل کر ساری دنیامیں پھیلی ۔ چند اہم اصلاحی امتیازات حسب ذیل ہیں:

1۔اصلاح میں فکری تربیت کاکامل اہتمام

جماعت اسلامی اپنے قیام سے ہی دعوتی تحریک کے طورپر سامنے آئی ۔ اس کا مقصد دعوت الی اللہ ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکرکے ذریعے عامۃ الناس کی اصلاح کرناتھا۔ اس کے آغاز میں سید مودودی نے اپنی دعوتی تحریرات لکھنا شروع کیں ۔ پھروقت کے گزرنے کے ساتھ اس میں اتار چڑھاوآتا رہا۔ سید مودودی کے اس ابتدائی دور کے متعلق فرزانہ چیمہ کہتی ہیں :

’’مولانا مودودی کا کارنامہ پہلو، ہمہ جہت اور جامع ہے ۔آپ کا اصلی کام فکری رہنمائی اور قلم و قرطاس کا صحیح استعمال ہے۔ جہاد قلم، زبان اورسیف سبھی سے کیا جاتا ہے۔ دیر پا اثرات قلمی جہاد ہی کے ہوتے ہیں، جو سید مودود ی کی اصل پہچان ہے۔‘‘[22]

2۔اصلاحی حکمت عملی میں تبدیلی

سید مودودیؒ اصلاحی عمل کے دوران حکمت عملی کو تبدیل کرنے کے دعویدار تھے۔یہی وجہ ہے کہ انھوں نے شروع میں دعوتی منہج پرکام کیا۔ بعد میں ان کا منہج دعوت سے خدمت میں تبدیل ہوگیا ۔ پہلے 9 سال تک سید مودودیؒ نے منہج ’’انقلابی ‘‘رکھا اور پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد جب قرارداد مقاصد منظور ہوئی ۔ تو اس منہج میں تبدیلیاں آگئیں۔ اس وقت ان کا منہج ’’انقلابی ‘‘ سے ’’انتخابی ‘‘ میں تبدیل ہوا ۔ مہمات چلانے کے لیے وقت کا تعین، مہمات کا موضوع، شوریٰ کا ایجنڈا، امیر جماعت کے دورےاور دیگر جماعتوں سے تعاون ،الغرض تمام امور میں جماعت اسلامی کا فیصلہ انتخابی ہوتا ہے۔

3۔حکومت الہیہ کے قیام کے ساتھ اصلاح

جب اقتدار نااہل لوگوں کے ہاتھ میں چلاجاتاہے ، رشوت ، کرپشن، قتل وغارت گری عام ہوجاتی ہے ۔معاشرتی اقدار زوال پذیر ہوجاتی ہیں تو "انفرادی اصلاح "کا نظریہ ناکام ہوجاتا ہے ۔ انفرادی اصلاح اس وقت تک کارگرہوسکتی ہے جب معاشرے

کے چند افراد بگاڑ پیدا کررہے ہوں ،لیکن جب برائی بداخلاقی،ظلم زیادتی ،حقوق سلبی کاذمہ دار نظام ہو،تب نظام کو درست کرنے سے اجتماعی اخلاق وجو دمیں آسکتاہے ۔ حضورﷺعرب معاشرے کی گراوٹ کاذمہ دار ابوجہل ، ابولہب،عتبہ ،شیبہ کے غلط نظام کو قرار دیتے تھے پھر غار حراء کی خلوت نشینی میں اس پر غور وخوض فرماتے تھے اور غلط نظام کاخاتمہ کرکے عادلانہ نظام کے قیام کی کوششیں کرتے تھے۔ سید مودودی ؒ نے ابتدائے زمانہ میں جو کوششیں کی ، ان کا مقصد بھی حکومت الہیہ کا قیام اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کا نفاذ تھا۔ اس کا اظہار سید مودودی کے جملہ لٹریچر میں ملتاہے ۔ وہ حکومت کے زریعے معاشرتی بگاڑکا خاتمہ کرناچاہتے تھے ۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علی رضا لکھتے ہیں:

’’ مولانا کے خیال میں اسلام اور غیر اسلام کے مابین برپا کشمکش بالآخر اسلامی انقلاب اور اسلامی ریاست کے قیام پر منتج ہوگی اور پھر اس کے نتیجے میں معاشرہ میں بڑے پیمانے پر اصلاحات ہونگی ۔ اصلاحات کے بعد تمام نقائص سے پاک مثال اسلامی نظام معرض وجود میں آجائے گا۔ مولانا مودودی نے اقتدار تک پہنچنےکے فوری راستوں میں کوئی دلچسپی نہیں لی بلکہ اسلامی ریاست کی تشکیل کے بنیادی کاموں کو پہلے مکمل کرنے کی ضرورت پر زور دیتے رہے تاکہ پختہ بنیادوں اور پختہ دیواروں پر تعمیر شدہ عمارت صدیوں کام دے سکے۔‘‘[23]

سید مودودی کے متعلق علامہ وحیدالدین خان لکھتے ہیں :

> "مسلمان کااصل مشن حکومت الہیہ کاقیام ہےیہ کام اقتدارکے بغیرنہیں ہوسکتا۔اس لیے اٹھواورا ہل اقتدار سے اقتدارکی کنجیاں چھین لو۔جس طرح ٹرین کو انجن چلاتاہے، اسی طرح زندگی کی گاڑی کو اہل اقتدارچلاتے ہیں۔ اگرزندگی کی گاڑی کو چلاناچاہتے ہوتو طاقت کومنظم کرکے اقتدار کے انجن پرقبضہ کرلو۔مولانامودودی اور ان جیسے انقلابی مفکرین کے خیالات سے متاثرہوکر مسلم نوجوان آج کل دنیامیں جگہ جگہ گن کلچر چلارہے ہیں"[24]

مولانا مودودیؒ کے ہاں کارِ تجدید کے شعبے

سید مودودیؒ نے جہاں اصلاح کے لیے کوششیں کی ، وہاں انھوں نے کارِ تجدید کا تعین بھی کیا۔ ان کی کامیابی کی اصل وجہ بھی یہی تھی کہ وہ عظیم مصلح بننے سے پہلے حدود کار کو متعین کرکے اس کے اندر اصلاح کی کوششیں کرتے رہے ۔ جبکہ دیگر مصلحین نے جب حدود اور سرحدات کو عبور کیاتو مغرب زدہ معاشرے میں اسلامی تعلیمات کی بنیادیں ہلاک میں مصروف ہوگئے۔

سید مودودیؒ نے کارِتجدید کے تقریباً نو شعبے بیان کیے ہیں۔

1۔ اپنے ماحول کی صحیح تشخیص 2۔ اصلاح کی تجویز

3۔ اپنے حدود کا تعین

4۔ ذہنی انقلاب کی کوشش 5۔ عملی اصلاح کی کوشش 6۔ اجتہاد فی الدین

7۔ دفاعی جدوجہد 8۔ احیائے نظام اسلامی 9۔ عالمگیر انقلاب کی کوشش [25]

سید مودودی نے جماعت اسلامی کے نصب العین اور اہداف ومقاصد کو مزید مختصر کرتے ہوے صرف چار حصوں میں تقسیم کیاہے۔ سید مودودی لکھتے ہیں :

1. تطہیروتعمیرافکار: یعنی غیراسلامی افکار ، علوم وفنون اور تہذیبی اثرات کو ختم کرکے ذہنوں کو اچھے لٹریچر سے حقیقی اسلام کی شاہرا ہ پرلاناورخیالات کے راستے سے زندگیوں کا رخ بدلنا
2. صالح افراد کی تربیت: اس سے ایسے افراد کی تربیت و تلاش ہے، جو پرانی یا نئی خرابیوں سے پاک ہوں۔ یااب پاک ہونے کے لیے تیارہوں۔
3. اصلاح معاشرہ : یعنی صالح افراد اٹھ کر معاشرتی اصلاح کی سعی کریں۔ بستی کی ،مسجدکی، عام آدمیوں کی، مزدوروں کے معقول حصوں کے حصول کی جدوجہدوغیرہ۔ عمومی اصلاح میں زمین کی تیاری ہے ، جومسلسل محنت کا نتیجہ ہوتی ہے۔

4. نظام حکومت کی اصلاح : نظام حکومت، قانون، نظم ونسق جواپنے اثرات زندگی کے ہر حصے میں پھیلارہاہوتاہے۔ جوصالح افرادکے اقتدار کے مقام پر پہنچاتاہے [26]۔

4۔روایتی فکر کی روشنی میں اصلاح

سیدمودودیؒ کی فکر یہ تھی کہ وہ روایتی فکر کی روشنی میں اصلاح کے خواہاں تھے۔ معاشرے کی تشکیل میں "قرآن اور سنت " کے اصولوں کوبنیادمانتے ہوئے اسلاف امت کے ساتھ رشتہ استوارکرکے مستقبل کی جانب بڑھنے کے قائل تھے ۔ مصلح کے لیے ضروری سمجھتے تھے کہ وہ خود تربیت یافتہ ہو ۔ وہ تحریک المجاہدین کی ناکامی کی اصل وجہ کارکنان میں تربیت کی کمی کوقراردیتے تھے۔ سید مودودیؒ کے عہد میں مسلمانوں پر مغربی فکر وفلسفہ کا غلغلہ تھا ۔ مغربی ممالک مسلمان ممالک پر سیاسی غلبہ حاصل کر کے واپس گھرجاچکے تھے۔ اس پرمسلم اہل علم نے اپنے زوال اور مغربی بالادستی کے اسباب پرغورکیاتو معلوم ہوا کہ مسلمان علوم و فنون میں زوال کا شکارہوے جس کی وجہ سے مغرب کو ان پر تہذیبی ، سیاسی اور سماجی غلبہ حاصل ہواہے ۔ اب ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم کے میدان میں نکل کر ان علوم کو روایتی علوم کی روشنی میں سیکھناچاہیے۔ خورشید ندیم لکھتے ہیں:

> "علم جس معاشرے اور جن ہاتھوں میں فروغ پاتاہے ، وہ ان کے اثرات سے محفوظ نہیں ہوسکتا۔علم کااپنااگرچہ کوئی مذہب نہیں ہوتا، تاہم جس صاحب علم کے توسط سے وہ انسانوں کو منتقل ہوتاہے، اس کامذہب ، رویہ ، رجحان ، اس پراثر ضرورکرتاہے ۔اس کی معاشرتی ، مذہبی اور سیاسی اقدارسے اثر قبول کرتااور اس کے تناظرمیں آگے بڑھتاہے لہذا ہم علم کو اقدار سے آزاد نہیں قراردے سکتے"۔[27]

ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی لکھتے ہیں:

> ماضی میں بعض مسلمان اکابرین نے اسلامی نظام تعلیم کی اصلاح کی یہ صورت نکالی ہے کہ اس کے نصاب میں اجنبی افکار کے حامل مضامین داخل کردیے جائیں۔ سرسید ، مفتی محمد عبده اسی فکرکے

حامل شخصیات تھیں۔ اس طرز فکرکی تکمیل جمال عبدالناصرنے کی۔ انھوں نے جامعہ ازہرکوجدید جامعہ میں تبدیل کرڈالا۔ان کی مساعی اس بات پر قائم ہےکہ نام نہاد جدید علوم بے ضررہیں۔ وہ مسلمانوں کی تقویت کا سبب بنیں گے "۔ 28

5۔مغربی فکرسے مشروط استفادہ

سید ابوالاعلیٰ مودودی ان مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے "اصلاح معاشرہ "کے اسلامی تناظرکے ساتھ مغربی تناظرکو بھی پڑھا اور ان مسلم مصلحین کو اس کے پڑھنے کی ترغیب بھی دی ۔ تاہم انھوں نے مغربی فکرو فلسفے اور اصلاحی حکمت عملیوں سے مشروط استفادے کا طریقہ اپنایا۔ وہ عصر حاضر کے جدیدیت پسند مصلحین کی طرح بالکل آزاد اجتہاد کے قائل نہ تھے۔سید مودودی لکھتے ہیں :

'' مذہب کے متعلق اہل مغرب کا جو نقطہ نظرتھا، ہمارے نئے تعلیم یافتہ لوگوں کی بڑی اکثریت نے اسے قریب قریب جوں کاتوں قبول کیا اوریہ تک محسوس نہ کیا کہ مغرب نے مذہب کو جو کچھ سمجھاتھا، وہ مسیحیت اور کلیسا کو دیکھ کر سمجھا تھا نہ کہ اسلام کو۔ وہ اس پورے انداز فکرکو اخذ کربیٹھے جو اہل کلیساکی ضد میں مذہب اور اس سے تعلق رکھنے والے مسائل و معاملات کے متعلق مغرب میں پیدا ہوا تھا''29

موجودہ دور میں جدیدیت کے نام سے جو لٹر یچر سامنے آرہاہے ۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے بے شمار مصلحین میدان عمل میں ہیں۔وہ اخلاص ، للہیت اور درد دل کے ساتھ قرآن مجید کے اسالیب اصلاح کی روشنی میں معاشرتی اصلاحات چاہتے ہیں مگر بدقسمتی سے امت کی اصلاح کے بجائے ان کے سیلاب میں ہی غرق ہوجاتے ہیں اور فتنہ انکار حدیث میں مبتلا ہوکر اسلام کی مسلّمات کاانکارکربیٹھتے ہیں۔ وہ مغربی مرعوبیت سےآزاد اجتہاد کی نہ صرف دعوت دیتے ہیں بلکہ سارےاسلامی ڈھانچےمیں نقب کشائی شروع کردیتے ہیں۔ جبکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وقت قرآنی عبارات و تعبیرات کو جدید معیاری ، علمی اور عقلی مستدلات کا جامہ پہنایاجائے۔ تاکہ عبارت کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اصل مدعاپیش کیاجائےجیساکہ

اصحاب رسول نے نجاشی کے دربارمیں پیش کیاتھا، جب مشرکین مکہ ان کاتعاقب کرتے ہوئے پہنچے تھے۔ "**نقول واللہ ماقال اللہ وماجاء نابہ نبینا**"[30] ''اللہ کی قسم ہم وہی کہیں گے جو اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول اللہﷺ کی تعلیم ہے ''

ڈاکٹر رفیع الدین[31] لکھتے ہیں :

> ''اسلام کو عروج کی طرف لے جانے ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم شدت سے تمام روحِ قرآن سے وابستہ رہتے ہوئے مغرب کے غلط فلسفیانہ تصور کی تردید کریں۔ ان تمام فلسفوں کا رد مجملاً قرآن کے اندر موجود ہے۔محض قرآنی عبارتوں کو نقل کر کے اغیار کو قائل نہیں کر سکتے بلکہ ہر غلط فلسفہ کے بارے میں قرآن کے موقف کو جدیدمعیاری، علمی اور عقلی استدلال کاجامہ پہنائیں''[32]

عالم اسلام میں سائنسی اور عمرانی علوم و افکار کی بنیاد پر مغربی الحاد کو خوبصورت الفاظ میں پیش کیاگیا۔ استعماری دور میں مسلمانوں کو یہ باور کرانےکی کوشش کی گئی کہ ان کی فلاح کا دار و مدار جدید افکار کے نظریات کےمطابق زندگی کی تنظیم میں ہے۔ اس کےرد عمل میں دو انتہاء پسندانہ نقطہ ہائےنظر سامنے آئے۔

* ان افکار و نظریات سے مکمل صرف نظر کیاجائے۔ صرف روایتی علوم کے ذریعےتفہیم دین کی جائے۔
* کلی طورپر قبولیت کی راہ اپنائی جائے۔ ہر نظریہ اور عمل کو جدید تصور کے ساتھ ہم آہنگ کردیاجائے۔

سید مودودیؒ نےان دو انتہاوں کےدرمیان اعتدال کی راہ اپنائی۔ قرآن وسنت سے ہم آہنگ امور کو قبول جب کہ مخالف امور کو دلیل کے ساتھ رد کیا۔ آپ نےعصرحاضر کے منہج اور کلام کی روشنی میں رد کیا ۔ آپ کا طرز استدلال صاحب عقل کو اپیل کرتاہے۔سید مودودیؒ کا اصلاحی کارنامہ یہ تھاکہ انہوں نے تفہیم القرآن اور دیگر اصلاحی کتب لکھ کر معاشرے سے بگاڑ کے خاتمہ کے لیے کوششیں کیں۔انہوں نے اصلاح معاشرہ کے لیے شیخ محمد عبدہ کا طرز اختیارکیا۔مسلمانوں کو خواب غفلت سے چونکا دینے کی سعی کی۔

6۔اصلاح میں متکلمانہ مباحث سے حتی الامکان احتراز

عصرحاضرکے جدیدیت پسندوں کا دعویٰ ہے کہ مذہبی مصلحین کی تشریحات یاتو متکلمانہ مباحث میں الجھی ہوئی ہیں اوروہ تعبیر و تشریح سمجھانے میں ناکام ہیں یا ان میں جوش اور جذباتیت اتنی ہے کہ بات سمجھ نہیں آتی ۔لیکن سید مودودیؒ نے ان اعتراضات کو اصلاح میں یکسر رد کردیاہے ۔مولانا مودودی قرن اولیٰ کے معاشرے بازیافت کے خواہاں تھے۔ تاہم وہ اس کے مکمل قائل نہ تھے کہ مثالی معاشرے کی تشکیل اور اصلاح کے متعلق فقہاے کرام کے اجتہادات کو بجنسہ اور بعینہ آج نافذکیاجائے۔ وہ اسلام کو ضابطہ حیات قراردیتے تھے۔ وہ اسلام کو دین اور آئیڈیالوجی قرار دیتے تھے جس طرح اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام کو ۔ ایک باخدا ہے اور دوسری بے خدا۔ خدا کی ذات ،صفات کے منطقی تعلق سے قطع نظر ، وہ ایک ہدایت دینے والا اورمعاشرتی خیرکے لیے شریعت نازل کرنے والا خدا ہے ۔ خداکی ذات، صفات اور جبروقدر، لزوم وامکان کی مجر دبحثیں انسانی مسائل کے حل کے کام نہیں آتیں۔ اسلام کو یہ بتاناچاہیے کہ اس کے پاس سیاسی ، معاشی ، معاشرتی مسائل کا کیاحل ہے ؟ اورکون سا سوشل سسٹم ہے ، جو اسلام نے دیاہے ۔ قومیت، اشتراکیت، سرمایہ داری ، انسانی حاکمیت ، اس پر مبنی جمہوریت کے برخلاف اسلام کا حل نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ پوری دنیاکے لیے بہترین حل ہے ۔ مسعود عالم ندوی جماعت اسلامی کی معاشرتی اصلاحات بارے کوششوں کے متعلق لکھتے ہیں:

> "سید مودودی نے جماعت کو جس مقصد کے لیے بنایا، وہ یہ تھاکہ انسانی زندگی کے پورے نظام کو اس کے تمام شعبوں کو ، فکرونظر، عقیدہ وخیال، مذہب واخلاق، سیرت وکردار ، تعلیم وتربیت ، تہذیب وثقافت، تمدن ، معاشرت، ریاست، قانون وعدالت، صلح وجنگ ، بین الاقوامی تعلقات سمیت خدا کی بندگی اور انبیائے کرام کی ہدایت پر قائم کیاجائے"[33]۔

7۔جمودی رد عمل کی حوصلہ شکنی

شریعت کی تعبیر، تفہیم اور تبلیغ کے لیے عقل کااستعمال قرآن کاحکم ہے ۔ مظاہرکائنات میں غورکرنے اور عبرت پکڑنے کو بھی عقل مندوں

کاشعارقراردیاگیاہے۔اہل اسلام میں ایساکوئی فرد نہیں جو اندھی تقلیدکاقائل ہو۔ معاشرتی اصلاح میں سید مودودی کی فکریہ تھی کہ وہ جمود کے مخالف اور عقلیت کی کچھ طرفداری کرتے ہیں۔ آثار قدیمہ کے محافظوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے تھے۔ وہ تغیر زمانہ کے ساتھ اسلام کے نظریہ اجتہاد کے زبردست حامی تھی ۔ مگر اس کے باوجود ان کی فکر جدیدیت پسند مصلحین سے مختلف تھی۔ وہ جدیدیت پسندوں کی طرح نئی فاتحانہ تہذیبوں کے ساتھ بند باندھنے والے جمود کے علمبرداروں کی توہین نہیں کرتے تھے ۔ اس فکرکا انداز زیادہ تر دفاعی اور مناظرانہ ہے ۔ مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں :

’’ میں مانتاہوں کہ دوسرے رد عمل کے اندر فائدے کاایک قیمتی پہلو تھااور ہے ۔ وہ جتنا قابل قدر ہے ، اس کی اتنی ہی قدر میرے دل میں ہے ۔ ہمارے ہاں جو کچھ بھی قرآن وحدیث اور فقہ کا علم بچارہ گیاہے ، ہمارے بزرگوں نے دین اور اخلاق کی جومیراث چھوڑی تھی ، بساغنیمت ہے کہ کچھ لوگ اس کو سنبھال کر بیٹھ گئے اور آئندہ نسلوں کی طرف اس کو منتقل کررہے ہیں‘‘[34]

جاہلیت سے غیر مصالحت پسندانہ طرز عمل

سید مودودی جانتے تھے کہ بعض نام نہاد مصلحین اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے تجدیدی حربے آزماتے ہیں۔ وہ مجدد نہیں ، متجدد ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد لوگوں کو مذہب سے دورکرنے اور نفسانی خواہشات پرچلانے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ سادہ لوح لوگ تجدید اور تجدد میں فرق نہیں کرتے۔ ان کے ہاں "تجدید "اور "تجدد "ہم معنیٰ ہیں ۔ان کا گمان ہے کہ ہر وہ شخص جو نیاطریقہ ایجاد کرے اور انقلابی طریقے سے چلادے ، وہ مجدد ہوتاہے ۔ بالخصوص جو لوگ مسلمانوں کے انحطاط کو دیکھ کر دنیوی حیثیت سے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے زمانہ کی برسر اقتدار جاہلیت سے مصالحت کرکے اسلام اور جاہلیت کا نیا ملغوبہ تیارکرلیتے ہیں، یا فقط نام رکھ کر جاہلیت کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں، انھیں مجدد کے خطاب سے نوازا جاتاہے ۔ حالانکہ تجدید کا کام ا س سے بالکل مختلف ہے ۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''جاہلیت سے مصالحت کی صورتیں نکالنے کا نام تجدید نہیں ، نہ اسلام اور جاہلیت کا نیامرکب بناناتجدیدہے ۔ بلکہ تجدید دراصل یہ ہے کہ اسلام کو جاہلیت کے تمام اجزاء سے چھانٹ کر الگ کیاجائے اور کسی نہ کسی حدتک اسے اپنی خالص صورت میں پھر سے فروغ دینے کی کوشش کی جائے۔ اس لیے مجدد جاہلیت کے مقابلہ میں سخت غیر مصالحت پسند آدمی ہوتاہے اور کسی خفیف سے خفیف جز میں بھی جاہلیت کی موجودگی کاروادار نہیں ہوتا''[35]

اصلاحی تحریک کے نتائج وثرات

جہاں تک مصلحین کی کوششوں کے اخروی نتائج وثمرات کا تعلق ہے ، تو اس کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہ کسی بھی انسان کی ادنیٰ سی کوشش کوبھی ضائع نہیں کرے گا۔ وہ انسانوں کے دلوں کے بھید جانتا ہے ۔ اس کے علم میں ہے کہ کون کس نیت سے اصلاح اور دعوت کی راہ پر گامزن ہواہے ۔ فرمان خداوندی ہے :

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ[36]

''بلا شبہ اللہ تعالٰی نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے۔ تو تم لوگ اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اگر جماعت اسلامي كي جدوجهد كا جائزه لياجائے تو واضح هوتاهے كه انهيں جو كامیابی حاصل ہوئی ، وہ بھی جزوی ہے۔ مولانامودودی ؒ کی زندگی کا اصل مطمع نظر یہ تھاکہ زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کی اصلاح کی جائے گی۔ فکر ونظر، عقیدہ وخیال، مذہب و اخلاق، سیرت و کردار، تعلیم وتربیت، تہذیب و ثقافت،

تمدّن و معاشرت، معیشت وسیاست ، قانون و عدالت، صلح و جنگ، اور بینُ الاقوامی تعلّقات سمیت خُدا کی بندگی اور انبیاءؑ کی ہدایت پر قائم کیا جائے گامگر معاشرے میں موجود ان کی تمام کوششوں کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ سیاسی ، معاشرتی ، معاشی ، قانونی اصلاح کس حد تک ہوئی ، اس کا سارے لوگوں کو ادراک ہے [37]۔

اگر ہم خدمت اور رفاہ عامہ کے کاموں میں تعاون ، لٹریچر اور کتب کی فراہمی ، تحریر ات سے شعور اور بیدار پیدا کرنے کو دیکھیں تو نظرآتاہے کہ سید مودودیؒ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ اپنی حالت پر برقرارہے ۔ جماعت نے ایسے رجال کار فراہم کیے ہیں جنہوں نے مولانا مودودیؒ کی کمی پوری کرنے کی سعی ضرور کی ہے ۔ عامۃ الناس کی طرف سے جماعت اسلامی کے مجاہدانہ کردار کو سراہا بھی جاتاہے ، مگر سیاسی یا اخلاقی طورپر پھر بھی یہ لوگ جماعت کے قریب نہیں آتے ۔ وہ جماعت اسلامی کی شخصیات کو ان کاموں میں اہل سمجھتے ہیں ، مگر پھر بھی ملک کی باگ دوڑ ان کے ہاتھ میں دینے کو آخر کیوں تیار نہیں

معاشرتی اصلاحات کی تفہیم وتشریح میں مولاناوحیدالدین خانؒ[38] کانقطہ نظر

علامہ وحیدالدین خان کودنیاایک امن پسندشخصیت کے طورپر جانتی ہے ۔ان کی زندگی کامقصد اسلام اورمذاہب عالم میں ہم آہنگی پیداکرنا اور مسلمانوں اور غیرمسلموں کے مابین پیداہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرناتھا۔ان کی رائے میں دعوت دین کے لیے ضروری ہے کہ تبلیغ کے لیے حالات سازگار بنائے جائیں اور نفرتوں کی حائل خلیج کو دورکرکے تبلیغ کاپیغام عام کیاجائے۔ معاشرتی اصلاحات کی تفہیم وتشریح میں مولانا وحید الدین خان کا نقطہ نظر جداگانہ تھا۔ وہ روایت پسند علماء کے مقابلہ میں اپنی جداگانہ فکررکھتے تھے۔ ان کی فکری میں مصالحت پسندانہ رویے کو نہایت اہمیت حاصل تھی ۔ وہ اصلاح میں "صلح " کامادہ ہونے کی وجہ سے عدم تشدد کے قائل تھے۔ ان کی فکرکے اہم پہلو حسب ذیل ہیں :

1۔آزاداجتہادکے ذریعے اصلاح

علامہ وحید الدین خانؒ نے اپنے قیمتی لٹریچر سے امت میں بیداری کی بھرپور کوشش کی۔ معاشرتی اصلاحات کے متعلق ان کاخاص منہج واسلوب تھا، جس میں وہ متفرد ہیں۔وہ مسائل میں آزاد اجتہاد کی ضرورت پر زور دیتے تھے۔ شخصیت پرستی

کے خاتمہ ان کانمایاں موضوع رہا۔آزاد اجتہاد کے بھرپور حامی تھے۔ان کاخیال تھاکہ اجتہاد مطلق اور مقید دوطرح کاہوتاہے۔ لکھتے ہیں:

"اجتہاد مطلق میں مذاہب اربعہ کی قید سے آزاد ہوکر مسئلے کا حالات اور زمانے کے مطابق جائزہ لیاجاتاہے۔جبکہ اجتہاد مقید میں آرتھوڈاکسی فریم ورک کے اندررہتے ہوئے اجتہاد کیاجاتاہے۔دورحاضرمیں اسلامی تفکیرکے معطل ہونے کااصل سبب یہی تقسیم ہے۔موجودہ زمانہ کاعالم شعوری یاغیرشعوری طورپر مدون فقہ کے ڈھانچے سے باہرجاکرسوچ نہیں پاتا۔اس لیے وہ موجودہ زمانے کے فکری مسائل میں گہری راہنمائی دینے سے بھی قاصررہتاہے"[39]۔

علامہ وحیدالدین خان آرتھوڈاکسی فریم ورک کے سخت خلاف تھے۔کہ اس فریم ورک کے اندررہ کراجتہاد کرنے کاحکم نہ اللہ تعالیٰ نے دیا، نہ اللہ کے رسول نے اور نہ ہی ائمہ اربعہ نے۔ وہ اس عمل کو شخصیت پرستی کاشاخسانہ قراردیتے ہیں۔ ان کے ہاں شاہ عبدالعزیزکاہندوستان کو دارالحرب قراردینا، سید احمد بریلوی کااجتہاد کے جاکرلڑنا، آیت اللہ خمینی کا رشدی کو قتل کرنے کافتویٰ دینا اور پھرعوام کا اس پر عمل کرناشخصیت پرستی تھی ۔ جس پراس دورکے اہل علم کو غورکرناچاہیے تھا۔

علامہ وحیدالدین خان مصلحانہ کوششیں کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے قائل تھے۔ انھوں نے حوصلہ شکنی کرنےوالوں پر سخت برہمی کااظہارکیا۔ انھوں نے اس حوالے سے غزوہ احزاب کاواقعہ نقل کیاکہ مشرکین مکہ اور ساری دنیاکاکفرپانچ ہجری کو مسلمانوں کومٹانے کے لیے مدینہ کامحاصرکرنے آن پہنچا، پھراہل ایمان نے خندق کھود کرخود کومحفوظ کیا۔ اس موقع پر نعیم بن مسعود اشجعی رات کے وقت اللہ کے نبی کے پاس آئے اور کہامیں ایسا شخص ہوں ، جس کودونوں طرف کااعتماد حاصل ہے۔ایک طرف میں سچے دل سے مسلمان ہوچکاہوں اور دوسری طرف سابقہ تعلق کی بناء پر ابھی تک قریش اور یہود میری عزت کرتے ہیں۔یہ سن کراللہ کے نبی نے یہ نہیں فرمایاکہ بھاگ جاو، تم توہمارے دشمن کے ایجنٹ ہو۔بلکہ آپ نے خوش ہوکرفرمایا:

انما انت رجل واحد [40]

اس نے ایسی حکیمانہ تدبیرکی کہ دشمن محاصرہ ختم کرکے واپس چلے گئے[41]۔

اجتہاد کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں : موجودہ زمانہ مکمل طورپربدلا ہوازمانہ ہے۔قدیم زمانہ میں نقلی دلائل کسی کومطمئن کرنے کے لیے کافی ہوتے تھے۔اب عقلی دلائل کی اہمیت بڑھ چکی ہے۔قدیم معقولات کی بنیادقیاس پرقائم تھی۔جدیدمعقولات کی بنیاد بدھیات پرقائم ہے۔قدیم علم کلام داخلی اسلامی فرقوں کو سامنے رکھ کر مرتب کیاگیاتھا۔جدیدعلم کلام خارجی گمراہیوں کو پیش نظررکھ کرمرتب کیاجائےگا۔[42]

علامہ صاحب جہاں آزاد اجتہاد کی اہمیت پر زور دیتے تھے ، وہاں انھیں اسلام پسندوں میں بڑھتے ہوئے جذباتی رویے اور رد عمل کا بھی گلہ ہے ۔ وہ تقلید شخصی اور فتویٰ پرستی کے نتیجہ میں بڑھنے والی جذباتیت کے بھی سخت خلاف تھے اور اسے اصلاح کے راستے میں بڑی رکاوٹ قرار دیتے تھے۔ ان کاخیال ہے کہ جب بھی کوئی اجتہادی نوعیت کاکام منظرعام پرآئے گاتو لوگ ان کے مخالف ہوجائیں گے ۔ اس لیے اسلام کی تشریح نو کو لوگ نیادین سمجھ لیتے ہیں اور مٹانے کے درپے ہوجاتے ہیں۔

2۔اصلاح میں عدم تشدد

علامہ وحیدالدین خان ؒ اصلاح میں عدم تشدد کے قائل تھے۔وہ پرتشدد امورکو آتنک واد سے تعبیرکرتے تھے۔کہ کوئی بھی غیرحکومتی تنظیم ہتھیاراٹھائے ۔ ان کے ہاں یہ لڑائیاں جو کچھ مسلمان کہیں غیرمسلم حکمرانوں کے ساتھ اور کہیں خود مسلم حکمرانوں کے ساتھ اسلام کے نام پر لڑرہے ہیں۔وہ سراسرغیراسلامی ہے[43]۔

ان کے ہاں اصلاح کے لیے تشددبھرا انقلابی نظریہ درحقیقت کارل مارکس کے نظریہ سے درآیاہے۔جب کمیونزم نے دنیامیں نظریے کوقوت بخشنے کے لیے طاقت استعمال کی اور اقتدار پرقبضہ کیاتو اس سے مسلم مفکرین ومصلحین نے بھی طاقت کے استعمال کانظریہ کے غلبے کے لیے استعمال کرنالازمی خیال کیا۔ گویا ان کے نظریے کی روشنی میں یہ طے پایاکہ پہلے سیاسی طورپر اقتدارحاصل کیاجائے، پھر شریعت

کے قوانین نافذ کیے جائیں۔علامہ وحیدالدین خان لکھتےہیں کہ اسلام میں اصلاح اور تبدیلی کا طریقہ تدریجی ہے۔ نام نہا د انقلابی (Revolutionary) طریقہ اسلام کا طریقہ نہیں ۔[44]

علامہ وحید الدین خان کا نظریہ تھاکہ اصلاح میں تدریج جہاں نہیں ہوگی، صرف نظریہ انقلاب کے تحت لوگوں کو مذہب میں داخل کیاجائے تو بہت جلد وہ نظام حکومت ناکام ہوجاتاہے۔ اس حوالے سے انھوں نے شاہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کی مثالیں پیش کی ہیں کہ انھوں نے پشاور میں اقتدار قائم کیا۔ مگرجلدہی اختلافات پیدا ہوئے۔مقامی مسلمانوں نے سید صاحب کے مقررہ عاملوں کو قتل کردیا۔یوں اسلامی حکومت بننے کے ساتھ ہی ختم ہوگی۔ جبکہ اس کے مقابلے میں اللہ کے رسول نے جب مکہ میں اصلاح کاآغاز کیاتو مشرکین مکہ نے آپ کو اقتدار ، جائیداد کی پیش کش کی ۔ مگر آپ نے حالات کے عدم سازگار ہونے کی وجہ سے کوئی پیش کش قبول نہیں کی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر اقتدار قائم کیاگیا، تو وہ زیادہ دیرپائیدار نہیں ہوگا۔ اس کے لیے سازگار ماحول ضروروری ہے ۔

3۔ثانوی عقلیت(Secondary rationalism)

عالم اسلام میں بسنے والے مسلم مفکرین ، مصلحین اور زعماء جب مغرب کے علم جدید سے فیض یاب ہوتے ہیں اور مغرب کی چکاچوندکوآنکھوں سے دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ مغرب کی ترقی کا راز جدیدیت جبکہ ہماری تنزلی کا راز روایت پسندی میں ہے۔ پھروہ اپنی بے لگام عقل [45]کے ذریعے مذہب کوہدف تنقیدبناتے ہیں۔حالانکہ انسان کی عقل محدود ہے ، جس سے ساری حقیقتوں کا ادارک نہیں کیاجاسکتا۔ مولاناوحیدالدین خان لکھتے ہیں :

> "ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم کوصرف محدود عقلی صلاحیت حاصل ہے ۔ حقائق کی کائنات لامحدود ہے ۔ اس کے مقابلہ میں انسان کی عقل انتہائی محدود۔ اس لیے ابتدائی عقلیت کا اصول ایک دل پسند اصول توہوسکتاہے ، مگراس دنیامیں وہ قابل عمل اصول نہیں"۔[46]نیز معاشرتی اصلاحات میں نرم انداز اختیارکرناضروری ہے ۔ فرعون جیسے سرکش انسان کے سامنے بھیجتے ہوے یہ ہدایت کرناثابت

کرتاہے کہ دعوت کے لیے نرم اور حکیمانہ انداز مطلق طورپر مطلوب ہے۔ مدعوکی طرف سے کوئی بھی سختی یا سرکشی داعی کو یہ حق نہیں دیتی کہ وہ دعوت میں نرمی اور شفقت کاانداز کھو دے ''47

روایت سے انحراف کی اصل وجہ

جدیدیت پسندوں کا خیال ہے کہ علم کی بنیاد عقل ، تجربہ اور مشاہدہ پرہے۔ نظام میں پیدا ہونےوالے بگاڑ کےخاتمہ کے لیے ان تین علمی زرائع سے استفادہ کرکےفسادکاخاتمہ ممکن ہے۔ چونکہ جدیدیت 'قدیم ' کی ضد ہے ۔ اس لیے عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ بگاڑ کے خاتمہ کے لیے قدیم روایت کو بھی چھوڑ دیاجائے گااور اس کے ساتھ اس کے ان اصولوں کو بھی نظر انداز کیاجائےگا،جن سے بگاڑ کے خاتمہ کا طریقہ بتایاگیاتھا۔ مولاناوحیدالدین خان جدیدیت پسند ذہنوں کی اس خرابی کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

''جب اٹھارویں صدی عیسوی میں مشینی طاقت سے جب کارخانےمعرض وجود میں آئےاور دنیامیں صنعتی انقلاب آیاتو لوگوں نےدیکھاکہ صرف ملکیت کامسئلہ نہیں رہا،بلکہ ہمارا صنعتی استحصال ہورہاہے۔ اس موقع پر روایتی افکار کے خلاف بغاوت پیدا ہوئی ۔ یہ بغاوت یہاں تک پہنچی کہ خود انفرادی ملکیت کوہی منسوخ کردیاگیا۔ تاہم آباد دنیاکے تقریباً آدھے حصے پرایک تجربہ کرنے کے بعدآخری بات جو انسان کو معلوم ہوئی ، کہ تنسخ ملکیت محض رد عمل کے جذبات کے تحت ایک انتہاپسندانہ کاروائی تھی ۔ جس نے دوسرا شدید تر استحصالی نظام وجود میں لانے کے سوا کوئی نتیجہ پیدانہیں کیا''48

4۔اصلاح میں مصالحت سے کام لینا

علامہ وحید الدین کایہ منہج رہاہے کہ وہ صلح پسند مصلح تھے۔ انھوں نے ہمیشہ تشددکی نفی کی۔انھوں نے اصلاحی عمل میں دوسروں کومعاف کرنے ،مخالفین سے صلح کرنے کو لڑنے اور تشددکرنے کے مقابلہ میں زیادہ موثر قرار دیاہے ۔حدیبیہ کے موقع پرجب مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت نہ دی گئی اور معاہدہ طے

پاگیا اور اللہ کے نبی نے اس معاہدے کوفتح سے تعبیرکیاتو صحابہ کو ناگوارگزارا کہ یہ کیسی فتح ہے ، جس میں ہم ناکام ہوکرواپس جارہے ہیں۔لکھتے ہیں: "حدیبیہ کے محاذ پر وقار کی قربانی دینے کامسئلہ تھا۔ساری تاریخ کاتجربہ ہے کہ جاری کی قربانی اتنی آسان ہے ، کہ بے شمارلوگ اس کی قربانی دے چکے ہیں، لیکن وقار کی قربانی زیادہ مشکل ہے۔اللہ کے چندبندوں کے سوا ء کوئی نہیں نظرآتاجس نے یہ قربانی دی ہو"[49]

جان کی قربانی والا ہیروبن جاتاہے ۔ وہ اپنے وقارکوآنکھوں کے سامنے دیکھ رہاہوتاہے ، جبکہ وقار کی قربانی انسان کو زیروبنادیتی ہے اور انسان اپنی توہین ہوتا آنکھوں سے دیکھتاہے ۔ اللہ کے رسول نے حربی منہاج میں انسانوں کوقتل کرنے کے بجاے تسخیرکاحدیبیہ منہاج اپنایا۔

5۔معاشرتی اصلاحات میں وحی سے راہنمائی لینا

کائناتی مخلوقات میں انسان ایک ایسی مخلوق ہے جو اپنےارادےاورقدرت سے جوکرناچاہے کرسکتی ہے ، جبکہ دیگرکوئی مخلوق ایسی نہیں کہ ان کاقانون ان کے ساتھ ہو۔انسان کو اپناقانون عمل خود دریافت کرناہے ۔ علامہ وحید الدین خانؒ معاشرتی اصلاحات کےمتعلق قانون قدرت اور وحی یعنی روایت کے قائل تھے۔ جبکہ جدیدیت پسندوحی کو راہ ہدایت نہیں سمجھتے۔مولانالکھتےہیں :

> ’’مگرجب انسان اپناقانون عمل دریافت کرناچاہتاہے تو معلوم ہوتاہےکہ وہ اسے دریافت نہیں کرسکتا،کیونکہ انسان کی محدودیتیں (Limitations)فیصلہ کن طورپراس کی راہ میں حائل ہیں انسان کی یہی وہ کمی ہے جوکہ زندگی کی تعمیرکے لیے خدائی الہام کوضروری ثابت کرتی ہے ‘‘[50]

مادی ترقی کی بنیاداسلام ہے

عصرحاضر میں جدیدیت پسند ذہنیت کے حامل لوگ اسلام اور قرآن کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ ان کاخیال ہے کہ اسلام مادی اور سائنسی ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہے ۔ اگراسلام کو ترقی کے راستے سے نکال دیاجائے تو کوئی کمی واقع نہیں ہوگی ۔جبکہ روایت پسند مصلحین کی یہ فکررہی ہے کہ وہ وحی کوہی اصل ترقی کی بنیاد سمجھتے ہیں۔

علامہ وحیدالدین خان لکھتے ہیں :

> ’’اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اصلاً ہدایت ربانی کاانکشاف ہے، جو آدمی کوابدی کامیابی کاراستہ دکھاتاہے ۔ سائنسی اور صنعتی ترقیاں براہ راست اسلام کا مقصود نہیں۔ مگراس میں کوئی شک نہیں

کہ سائنسی اور صنعتی ترقیاں اسلامی انقلاب کاہی نتیجہ ہیں۔ اگر اسلام نہ آتا تو دنیاوی ترقیاں بھی ظاہرہوئے بغیر پڑی رہتیں ‘‘[51]

6۔اصلاح کے دوران دنیاوی مصلحتوں کو قربان کرنا

اگر مصالحت کے بغیر سچے دین کی دعوت اور تبلیغ جاری رکھے تو اسے طاقتوں سے لڑ کر سخت رد عمل کاسامناہوسکتاہے ۔ معیشت تباہ ہوسکتی ہے ۔ عزت و جان خطرے میں پڑسکتی ہے ۔ اعوان وانصار سے محروم کیاجاسکتاہے ۔ اگر اصلاح کا فریضہ جاری رکھے تو دنیاوی مصلحتیں ہاتھ سے چھوٹتی ہیں اور اگر دعوت کا کام جاری رکھتاہے تو دینی مصلحتیں ہاتھ سے جاتی ہیں۔ ایسے حالات میں مصلح کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ دعوت کے تقاضے پورے کرے ۔ عوام کی طرف سے ڈالی ہوئی تکالیف کو اللہ کے سپر د کرے ۔ اسی لیے نبی کو تسلی دیتے ہوے کہاگیاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔یہود نے جب قرآن مجید کی ہدایت کو ماننے سے انکار کیا تووہ سادہ معنوں میں محض انکار نہ تھا۔ بلکہ اس کے پیچھے ان کا یہ زعم شامل تھاکہ وہ نجات یافتہ لوگ ہیں۔ ہمیں کسی ہدایت کوماننے کی کیاضرورت ۔ جولوگ اس قسم کی پرفخر نفسیات میں مبتلاہوں ، ان میں شدید قسم کی انانیت جنم لیتی ہے ۔‘‘[52]

امت میں اختلاف کا اصل سبب مذہبی طبقات بنتے ہیں ،خاص طورپر جب وہ خود تحلیل وتحریم اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں تو امت میں نزاع اور اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں :

> "کسی مذہبی گروہ کا عقیدہ وحدت وجود (Monism)"کے تصور پر قائم ہے ، اور کسی گروہ کاعقیدہ توحید (Monotheism) کے تصورپرقائم ہے ۔ کسی مذہب میں دریافت کردہ سچائی کاتصور ہے اور کسی مذہب میں الہامی سچائی کا[53]۔

علامہ وحید الدین خان لکھتے ہیں :

> ’’ہفتے کا ایک دن تمام شریعتوں میں عبادت کا دن رہاہے ۔ یہود اس کو سینچر (سبت) کا دن مناتے ہیں۔ عیسائی اتوار کے دن کو ۔ جبکہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ جمعہ کے دن اس کا اہتمام کریں۔ یہود کے بزرگوں نے موشگافیاں کرکے بطور خود سبت کے لیے نئے نئے

ضوابط بنائے اور اپنے آپ کو مصنوعی پابندیوں میں جکڑ لیا۔ پھر جب ان پابندیوں پر عمل کرناناممکن ہوگیاتو اپنے بزرگوں کے تقدس کی وجہ سے ان کو رد کرنے لگے۔ البتہ عملی طورپر انھوں نے ان کے خلاف چلناشروع کیا۔ خدا کےدین میں بعد کے عالموں اور بزرگوں نے اپنی تشریحات سے جو اختلافات پید کیے ہیں، ان کا فیصلہ دنیامیں ہونے والانہیں۔ مگرجب قیامت آئے گی تو اللہ تعالیٰ بتادے گا کہ اصل آسمانی دین کیاتھا اور وہ کیاچیزیں تھیں جو لوگوں نے اپنی طرف سے اضافہ کرکے دین میں شامل کرلی تھیں''[54]

7۔اصلاح میں استدلال کامعیاردرست ہونا

اصلاح کے لیے مصلح جب دلیل پیش کرتاہے، تو ضروری ہے کہ وہ مخاطب کے ہاں بھی دلیل ہو۔اگرفریقین کے ہاں اس پر نزاع ہے، یا وہ مثال کی قبیل سے ہوتو اسے دلیل نہیں کہاجائےگا۔گویادلیل کا مخاطب کے مسلمہ معیارپرپورا اترناضروری ہےہمارے مصلحین جب بھی دلیل دیتے ہیں تو زیادہ ترمثالیں پیش کرتے ہیں۔مثلاًعلامہ شبیراحمدعثمانی نے تعددازواج پراعتراض کے جواب میں حضورﷺکے چار ہزار مردوں کے برابرطاقت حاصل ہونے کوبنیاد بنایا۔جس سے مخاطب متفق نہیں۔ سورج ، چاندستاروں کے مقررہ راستوں سے نہ ہٹنے پر حضورﷺکی نبوت کو قیاس کرکے مثال دی اور نام دلیل رکھا۔ ابن تیمیہ نے معراج کے اثبات میں حضرت الیاس اور عیسیٰ علیہ کے آسمان پرچلے جانے کو دلیل بنایا۔حالانکہ مخالف کبھی بھی ان کے دنیاوی جسم کے ساتھ آسمان پرچلے جانے کے قائل نہیں[55]۔

اصلاح میں حکمت، موعظت اورجدال احسن کامفہوم

علامہ وحید الدین خان ؒ لکھتے ہیں: '' کوئی بھی دعوتی عمل اس وقت حقیقی دعوتی عمل ہوگا، جب وہ ایسے دلائل کے ساتھ ہوجس میں مخاطب کے ذہن کی پوری رعایت شامل ہو۔مخاطب کے نزدیک کسی چیز کے ثابت شدہ ہونے کی جوشرائط ہیں ، ان شرائط کے ساتھ جو کلام کیاجائے، اسی کو حکمت کا کلام کہاجاتاہے۔جس میں مخاطب کی ذہنی ، فکری رعایت شامل نہ ہو، وہ غیرحکیمانہ کلام ہے'' ۔ [56]دعوت دین میں

حکمت کی ضرورت اس لیے ہوتی ہے کہ مخاطب ہدایت اللہ دیتاہے،انسان صرف وسیلہ ہے۔پس وسیلے کاپاکیزہ ہوناضروری ہے۔سعیدقحطانی لکھتے ہیں :

أنت لا تملك الهداية أصلاً، الهداية بيد الله، أنت تملك الوسيلة فقط والسبب الذي ينقل الناس إلى الدعوة وإلى الهداية، فيجب أن تكون الوسيلة طيبة من أجل أن تتيح الفرصة لهذا الإنسان فتنقله إلى الحياة الجادة[57]

"اس موضوع پر سب سے پہلے لکھنے اور توجہ دلانے والے جمال الدین افغانی ، شیخ محمد عبدہ ، سرسید احمدخان، سید امیرعلی ، نامق کمال وغیرہ تھے۔ان سے لوگوں نے اسلام کی تعبیرنو کی کوشش کی ۔ان کے دو مقصدتھے۔ایک یہ کہ جدید خیالات کو اصولی اصولوں سے ہم آہنگ ثابت کرنا۔ اس کے ساتھ مسلمانوں کو اطمینان دلانا کہ اسلام آج بھی ان کی راہنمائی کی اہلیت رکھتاہے "۔ [58]

8۔اصلاح میں فکری وروحانی اشتراک کومد نظر رکھنا

اس وقت دنیامیں قومیت کے تصورپرجھگڑاہے۔ قومیت کاجدید تصور اسلام کے روایتی اور قدیم تصور قومیت سے جداہے۔قدیم روایتی تصورمیں امت مسلمہ ایک عالمی وحدت ہے، جبکہ جدیدتصور قومیت میں قومیت کے لیے جغرافیائی حدود متعین کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں ابن خلدوں نے کہاہے کہ اسلام کا اتحاد سیاسی وحدت پرنہیں ، روحانی وحدت پرمبنی ہے۔یعنی اسلامی اتحاد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ تمام دنیاکے مسلمانوں کوایک حکومت کے تحت متحد کرے۔عملی طورپر وہ الگ الگ وحدتوں میں متحدرہیں گے۔فکری اور روحانی اشتراک انھیں وحدت ملی کااحساس عطاکرتارہے گا۔[59]

9۔اصلاح میں آزادی اظہار کے مغربی نظریہ کی حوصلہ افزائی

جدید نظریے کے مطابق ہر فرد کوخیالات و نظریات کی آزادی حاصل ہے۔اس کی حد صرف یہ ہے کہ یہ آزادی دوسروں کے لیے عملی ضرر کاباعث نہ بنے ۔ اس میں جذبات کامجروح ہوناشامل نہیں۔آزادی اظہارکے اس نظریہ پر مسلمان برہم ہیں ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس نظریے سے اہانت رسول اورمقدسات کی توہین ممنوع نہیں رہے گی اور ہرفرد آزادی اظہارکے نام پر توہین کامرتب رہے گا۔ مگر اس مسئلے کے حل

میں علامہ وحیدالدین کاانداز یہ ہے کہ : "آزادی اظہارکانظریہ مسلمانوں کے لیے عظیم نعمت بن کرظاہرہواہے۔کیونکہ جدید تہذیب سے پہلے تاریخ کے تمام اداروں میں جبرکانظام تھا۔آزاد ی اظہارمعدم تھا۔سٹیٹ کے خلاف رائے پربھاری قیمت دیناپڑتی تھی کہ آدمی کوقتل کیاجائے۔دین حق کی آزادانہ اشاعت کادروازہ بندتھا۔ اس حوالے سے یہ قانون ہمارے لیے عظیم نعمت ہے کہ دعوت اور تبلیغ کے بند راستہ کو لامحدود طورپر ہمارے لیے کھول دیاگیاہے"[60]۔

وہ آزادی اظہارکے ذریعے توہین کے واقعات کو بارش کے دوران ہونے والے کیچڑ سے تعبیرکرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بارش کے دوران جیسے کیچڑ پیداہوجاتاہے، مگر بارش کے عظیم فائدے کے مقابلے میں اس جزئی مسئلہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ سیکولرازم کی رائے ہے کہ ریاست خالص دنیاوی منفعت پرقائم کی جائے۔ سٹیٹ کے سیکولرہونے کامطلب ترقی یافتہ اور غیرسیکولرہونے کامطلب غیرترقی یافتہ ہوناہے۔وہ غیرمذہبی ہو۔جبکہ مذہبی شخصیات کاخیال ہے کہ اسٹیٹ کو مذہبی ہوناچاہیے ۔ اس کی تشکیل دنیاوی کے ساتھ اخروی مفادات پر کی جائے۔ علامہ وحیدالدین خان لکھتے ہیں : "سیکولرازم کسی مذہب مخالف نظریے کانام نہیں۔وہ اس بات کانام ہے کہ سٹیٹ اپنے آپ کو اس کاپابند بنالے کہ وہ شہریوں کے مذہبی معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی اختیارکرے گی۔ سیکولرازم نے پہلی بار اہل توحیدکوموقع دیاہے کہ وہ ریاست کی طرف سے تعذیب کاخطرہ مول لیے بغیر اپنے عقائد کی آزادانہ تبلیغ کریں"[61]۔

خلاصہ بحث

* سید مودودی اور علامہ وحیدالدین خان روایتی فکر کی روشنی میں اصلاح کے خواہاں تھے۔ دونوں شخصیات کی اصلاحی فکر سے یہ بات عیاں ہے کہ مغربی فکر سے مشروط کیاجائے۔ وہ معاشرتی اصلاحات میں "قرآن اور سنت " کے اصولوں کوبنیاد مانتے ہیں۔ اصلاح میں متکلمانہ مباحث سے احتراز اور جمودی فکر کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔
* سید مودودی معاشرے کی اصلاح کے لیے سیاسی تمدن کی جہت کو متعارف کراتے ہیں۔ ان کے ہاں اصلاح کی حکمت عملیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔اسی لیے

جماعت اسلامی ابتداء تبلیغی ، دعوتی اور اصلاحی تحریک کے طورپر منظرعام پرآئی بعدازاں منہج کو تبدیل کرتے ہوئے حکومت الہیہ کے لیے جمہوری نظام کاحصہ بنی۔

* علامہ وحید الدین خان کی اصلاحی فکر سائنسی اور تجرباتی ہے ۔ وہ ہمیشہ قرآن مجیدکی آیات کو معاصر سائنسی تجربات کے ساتھ منطبق کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ ان کی تحریرات اور دروس سے تذکیرکااسلوب نمایاں ہے ۔ افکار و نظریات میں تجددپسندی کے رجحانات اور میلانات زیادہ پائے جاتے ہیں۔ وہ اجتماعی نظریے کے مقابلے میں انفرادی نظریے کے علمبردار ہیں۔ خان صاحب معاشرے کی اصلاح میں آزاد اجتہاد کے قائل ہیں۔
* سید مودودی کے اصلاحی منصوبے میں دعوتی اسلوب کے ساتھ جہادی اور عسکری منہج اہم عنصر ہے ۔جبکہ علامہ وحیدالدین خان ؒ اصلاح میں عدم تشدد کے قائل تھے۔وہ پرتشدد امورکو آتنک واد سے تعبیرکرتے تھے۔ان کے ہاں اصلاح کے لیے تشددبھرا انقلابی نظریہ درحقیقت کارل مارکس کے نظریہ سے درآیاہے۔جب کمیونزم نے دنیامیں نظریے کوقوت بخشنے کے لیے طاقت استعمال کی اور اقتدار پرقبضہ کیاتو اس سے مسلم مفکرین ومصلحین نے بھی طاقت کے استعمال کانظریہ کے غلبے کے لیے استعمال کرنالازمی خیال کیا۔
* مولاناوحیدالدین خان کے بعض عقائد ونظریات جمہور اہل سنت سے کافی مختلف ہیں۔ مثلاذات رسول پر سب وشتم کرنے والا واجب القتل نہیں۔ وہ اپنی فکر کے مطابق آیات جہاد کی تاویل کرتے ہیں ۔ان کی فکری میں مصالحت پسندانہ رویے کو نہایت اہمیت حاصل تھی۔ اسی وجہ سے ان پر انکارجہاد کاالزام بھی موجود ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب** (بیروت: دار صادر، س۔ن)، 2: 517۔

Ibn e Manẓūr, Muḥammad Bin Mukarram, *Lisān Al-ʿarab*(Baīrūt:Dār Ṣādar,n.d.), 2: 517.

[2]۔اصفہانی،امام راغب،**مفردات القرآن** (بیروت: دارالقلم،1412)،389۔

Aṣfahānī, Imā Rāghib, *Mufradāt Al-Qur'ān* (Baīrūt: Dār- Al -Qalam, 1412), 389.

[3] . Oxford advanced learners, *Dictionary of current English*, chief editor: AP Cowies, Oxford university press, p.1234

[4]۔ البعلبکی، منیر،**المورد قاموس الکیزی** (لبنان: دارالعلم للملائین،2001)،770۔

Al-B'aalbakī, Munīr, *Al-Mawrid Qāmūs al-Kaīzī* (Labnān: Dār al-Ilam Lilmulay'īn, 2001), 770.

[5]۔الطبري، أبو جعفر، محمد بن جرير ، **جامع البيان في تأويل القرآن** (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1420هـ)، ،383:21۔

Al-Ṭabarī, Abu Ja'far, Muhammad bin Jarīr, *Jami 'al-Bayān 'Un Tāvīl 'ayy al- Qur'an* (Beīrūt: Mu'assisaḥ Al-Risālaḥ, 1420 AH), 383:21.

[6]۔ وحیدالدین خان، مولانا،**تذکیرالقرآن**،(لاہور: مکتبہ اشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، س۔ن)20:1

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Tazkīr al-Qur'ān* (Lāḥore: Maktaba Ashrafīya, Jamia Ashrafiya,S.N), 1: 20

[7]۔ ابن عاشور، محمد الطاھر بن محمد (المتوفی:1393ھ)،**التحریر والتنویر**،(تونس:الدار التونسیۃ للنشر،1984ھ)،239:7

Ibn Ashūr, Muhammad al-Ṭāḥir bin Muhammad (died: 1393 AH), al-Tahrīr wa al-Tanwīr, (Tunis: Al-Durār al-Tunisiya llin-Nashr, 1984 AH), 7: 239

[8]۔ حاجی خلیفہ، **مقدمہ ابن خلدون**(بیروت: دارالفکر،1423ھ/2003)،440۔

Ḥājī khalīfah,*Muqaddamah ībn khaldūn*(Beīrūt:dār al fikar,1423/2003), 41.

[9]۔ نیازی، سید نذیر، **سیاسیات ارسطو**(لاہور: مجلس ترقی ادب، س۔ن)،1253۔

Niāzī, Syed Nazīr, *Sīāsīyāt Arasṭū* (Lahore: Majlis Traqī Adab, S.N), 1253.

[10]۔ التونسی، خلیفہ عبداللہ، **جولۃ فی ذات المسلم**(کویت: مکتبہ البیان، طبع 1989)ص 323

Al-Tunisī, Khalifa Abdullah, *Julat fī Zāt al-Muslim* (Kuwait: Al-Bayān Library, 1989 edition) p. 323Al-Tunisī, Khalifa Abdullah, *Julat fī Zāt al-Muslim* (Kuwait: Al-Bayān Library, 1989 edition) p. 323

[11]۔وحیدالدین خان، مولانا،**تذکیرالقرآن**،151:1

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Tazkīr al-Qur'ān*, 1:151

[12]۔وحیدالدین خان، مولانا، **فکر اسلامی**(لاہور: دارالتذکیر طبع 2006ء)،7

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Fikar-e-Islāmī* (Lahore: Dār al-Tazīr, 2006),7.

[13]۔وحیدالدین خان، مولانا،**تذکیرالقرآن**،273:1

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Tazkīr al-Qur'ān*, 1:273

[14]۔ وحیدالدین خان، مولانا، **فکر اسلامی**،8۔

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Fikar-e-Islāmī*, 8.

[15]۔ عبدالرحمان بن ابوبکر السیوطی، **الدر المنثور فی التفسیر الماثور**(بیروت: دارالفکر،1432ھ، 1 : 76

'Abdālrḥmān ibn abwbkr al-Suyūṭī, *aldrālmnthwr fī al-tafsīr almāthwr* (Bayrūt :Dār al Fikar, 1432), 1: 76

[16]۔ الرازی، أبو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن (المتوفی:606ھ)، **مفاتیح الغیب**،(بیروت: إحیاء التراث العربي،1420)355:5۔

Al-Rāzī, Abu Abd Allah Muhammad ibn Umar ibn al-Hasan (died: 606 AH), Mafātīḥ al-Ghayb, (Beirūt: Ihyaya al-Tarath al-Arabi, 1420) 355:5.

[17]۔آلوسی، شہاب الدین محمود، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**،(انڈیا: دار الطباعۃ المصطفائیہ، طبع 1441)ج4، ص203

Alūsī, Shahābuddīn Mahmood, *Ruh al-Ma'ani fi Tafsīr al-Qur'an al-'Azeem and Saba' al-Muthani*, (India: Dar al-Taba'at al-Mustafaiyyah, printed in 1441) vol. 4, p. 203

[18]۔ سید مودودیؒ اورنگ آباد دکن میں 1930 کو پیدا ہوئے۔آپ کے شجرہ مشہور افغانی بزرگ خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے ہوتا ہوا اکتالیسویں پشت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔نو سال کی عمر تک، صرف ونحو، عربی، فارسی، فقہ، حدیث اور اُردو کی ابتدائی تعلیم والد محترم سے ہی پڑھنا شروع کیں۔ خاندان کا تعلق ہندوستان کے مسلم معززین سے تھا۔اسی لیے گیارہ سال تک والد بزرگوار سے تعلیم حاصل کی۔ بعد میں اورنگ آباد میں مدرسہ فرقانیہ میں داخل کرایا گیا۔جہاں آپ کو آٹھویں میں داخلہ ملا۔آپ نے 1914 میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔اسوقت آپ کا گھرانہ حیدر آباد میں منتقل ہو چکا تھا۔ملاحظہ ہو: گیلانی،اسعد، سید مودودی، دعوت و تحریک، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1986، ص55

Gilani, Asad, Syed Modudi, Da'wat wa Tahrikh, Islamic Publications, Lahore, 1986, p. 55

[19]۔ نظر زیدی، **ہمارے پیارے مولانا**،(لاہور: المنار بک سنٹر، ہفت روزہ زندگی)، خصوصی اشاعت ستمبر 29تا51، ص29

Nazar Zaidi, *Ḥamāry Pīary Maulana*, (Lahore: Almanar Book Centre, Weekly Life), Special Publication September 29-51, p. 29

[20]۔ڈاکٹر اسحاق، **مجلہ معاشرتی علوم**،(کراچی: طبع2004)شمارہ 1، ص44

Dr. Ishaq, *Mujlla Muāshratī Ulūm*, (Karachi: 2004 Edition) Issue 1, p. 44
[21]. Islam in Modern History, Wilfred Cantwell Smith, The New York American Library, New York, 1959, Page 175

[22]۔ فرزانہ چیمہ ،**دینی معاشرت کی پکار** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، مئی2004)صفحہ 533

Farzānā Chīma, *Dīnī Muāshrat kī Pukār* (Lahore: Institute of Interpreters of the Qur'an, May 2004) page 533

[23]۔ سید ولی رضا، **اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے معمار**,(لاہور: تخلیقات 29ٹیمپل روڈ, طبع1999)، ص140

Syed Wali Raza, Islām kī Nihsāt-e- Thānīah (Lahore: Creations 29 Temple Road, 1999 edition), p. 140

[24]۔ وحید الدین خان، مولانا، **فکر اسلامی**،64۔

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Fikar-e-Islāmī* , 64.

[25]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **تجدید واحیائے دین** (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، طبع2022،)ص38

Maududi, Syed Abul Ala, *Tajdīd wa Aḥyā-e-Dīn* (Lahore: Islamic Publications, 2022 edition) p. 38

[26]۔مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **تحریک اور کارکن**، ص108،109

Maududi, Syed Abul Ala, *Taḥrīk aūr kārku*, pp. 108, 109

[27]۔ندیم، خورشید احمد، **علم کی اسلامی تشکیل**،(لاہور: ناشر رائل بک کمپنی، طبع2007ء)ص71

Nadeem, Khursheed Ahmad, Ilam kī *kī Islāmī Tashkīl*, (Lahore: Publishers Royal Book Company, 2007 edition) p. 7

[28]۔فاروقی، ڈاکٹر اسماعیل، **علوم جدید کی اسلامی تشکیل**، ترجمہ پروفیسر محمد سلیم،(لاہور: تعلیمی ادارہ تحقیق تنظیم اساتذہ پاکستان، 1989ء)، ص68

Farooqui, Dr. Ismail, *Ulūm-e- Jadīd kī Islāmī Tashkīl*, translated by Prof. Muhammad Saleem, (Lahore: Educational Research Organization of Teachers, Pakistan, 1989), p. 68

[29]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **اسلامی نظام زندگی**، ص272

Maududī, Seyyed Abul-Ali, Islamī Niẓam Zandgī, p. 272.

[30]۔ ابن سعد، ابو عبداللہ محمد، الطبقات الکبری، **ذکر بعثہ رسول اللہ ﷺ الرسل**، (بیروت: دار صادر، 1985ء)، ج1، ص373

Ibn Sa'd, Abu Abdullah Muhammad, Tabaqat al-Kubri, Zikr Ba'ath Rasulullah sallallaahu 'alaihi wa sallam, (Beirut: Dar Sadir, 1985), vol. 1, p. 373

[31]۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین یکم جنوری 1904ء کو جموں میں پیدا ہوئے۔ 1921ء میں بی۔اے اکنامکس، عربی اور اردو ت جبکہ 1929 میں ایم اے عربی اورینٹل کالج لاہور سے کیا۔ 1949 میں ان کی کتاب "Idiology of the Future" کی بنیاد پر پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے انہیں فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: مرزا محمد منور، حکمت اقبال؛ تبصرہ، در اسلامی تعلیم، نومبر۔ دسمبر ۱۹۷۰ء، ج: ۳، شمارہ: ۲، ص: ۱۱۳۔

Mirza Muhammad Manwar, Hikmat Iqbal; Commentary, in Islamic Education, November. December 1970, Volume: 3, Issue: 2, Page: 113.

[32]۔ رفیع الدین، ڈاکٹر، **قرآن اور علم جدید**، (لاہور: ڈاکٹر رفیع الدین فاؤنڈیشن، طبع 2016ء) ج8، ص16

Rafiuddin, Dr., *Quran aūr Ilam Jadīd*, (Lahore: Dr. Rafiuddin Foundation, 2016 edition) Volume 8, p. 16

[33]۔ ندوی، مسعود عالم، **روداد جماعت اسلامی**، ج1، ص22

Nadawi, Masoud Alam, Rudād Jamaat-e-Islami, vol. 1, p. 22

[34]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **اسلامی نظام زندگی**، ص278

Maududī, Seyyed Abul-Ali, *Islamī Niẓam Zandgī*, p. 272.

[35]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **تجدید و احیائے دین**، ص35

Maududi, Syed Abul Ala, *Tajdīd wa Aḥyā-e-Dīn, 35*

[36]۔ سورۃ التوبۃ 9:111

Surah al-Tawba 9:111

[37]۔ **جماعت اسلامی کا نصب العین، دعوت اور طریق کار** (لاہور: مکتبہ منصورہ لاہور، 1984)، 2۔

Jamaat-e-Islami's ka Naṣab al ayīn, Da'wah aūr Tariqa (Lahore: Maktaba Mansoora Lahore, 1984), 2

[38]۔ مولانا وحید الدین خان ولادت 1925 میں ہوئی جبکہ وفات 2021 میں ہوئی۔ مدرسۃ الاصلاح اعظم گڑھ کے فارغ التحصیل عالم تھے۔ آپ کا شمار دور حاضر کے نامور مصنفین، مصلحین اور مفکرین میں ہوتا ہے۔ آپ کی تحریری مساعی کا سلسلہ تقریباً پون صدی پر محیط ہے اور بلا تفریق رنگ و مذہب ان کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ آپ کو پانچ زبانوں پر عبور تھا۔ اردو، ہندی، عربی، فارسی اور انگریزی نہ صرف بولتے تھے بلکہ ان میں لکھتے تھے اور آپ کے بیانات مختلف زبانوں میں چینلز پر نشر ہوتے تھے۔ 1967 سے 1974 تک الجمعیۃ ویکلی (دہلی) کے مدیر رہ چکے تھے۔

[39]۔ وحید الدین خان، مولانا، **فکر اسلامی**، 49۔

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Fikar-e-Islāmī* , 49.

[40]۔ **سیرت ابن ہشام**، ج3، ص247

Sirat Ibn Hisham, Part 3, p. 247

[41]۔ وحید الدین خان، مولانا، **فکر اسلامی**، 76۔

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Fikar-e-Islāmī* , 76.

[42]۔ ایضاً، ص66

Aydan, p. 66

[43]۔ ایضاً، ص80، 13

Aydan, pp. 80, 13

[44]۔ ایضاً، ص84

Aydan, p. 84

[45]۔ عقل جہالت کی ضد ہے۔ عقل کا معنیٰ حماقت اور بے وقوفی کے مقابلہ میں رشد و خرد ہے۔ دیکھیے: کتاب العین، خلیل بن احمد، ص158

Khalāl bin Ahmed, *Kitāb al Ayīn,* p. 158

[46]۔ وحید الدین خان، مولانا، **مضامین اسلام**، ص10

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Maẓamīn Islām*, p. 10

[47]۔ وحید الدین خان، مولانا، **تذکیر القرآن**، 2:72

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Tazkīr al-Qur'ān*, 2:72

[48]۔ وحید الدین خان، مولانا، **عقلیات اسلام**، (دہلی: مکتبہ الرسالہ نئی، طبع 1983) ص11

Wahiduddin Khan, Maulana, *Aqlīyāt Islām*, (Delhi: Mukta-ul-Risala New, 1983 edition) p. 11

[49]۔ وحید الدین خان، مولانا، **دین انسانیت**، (Good Book Pvt.Ltd.، طبع 2007ء)، ص283

Waheeduddin Khan, Maulana, *Dīn-e- Insānīat*, (Good Book Pvt. Ltd., 2007 edition), p.

[50]۔ وحید الدین خان، مولانا، **عقلیات اسلام**، ص17

Wahiduddin Khan, Maulana, *Aqlīyāt Islām,* 17

[51]۔ وحید الدین خان، مولانا، **اسلام دور جدید کا خالق**، (دہلی: مکتبہ الرسالہ، طبع 1997) ص11

Wahiduddin Khan, Maulana, *Islām Daūr-e- Jadīd kā Khāliq*, (Delhi: Mukta-ul-Rasala, 1997 edition) p. 11

[52]۔ وحید الدین خان، مولانا، **تذکیر القرآن**، 1:272

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Tazkīr al-Qur'ān*, 1:272

[53]۔ وحید الدین خان، مولانا، **امن عالم** (دہلی: گڈورڈ بک، انڈیا، طبع 2008) ص144

Wahiduddin Khan, Maulana, *Aman Alam* (Delhi: Godward Book, India, 2008 edition) p.144

[54]۔ وحید الدین خان، مولانا، **تذکیر القرآن**، 1:755

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Tazkīr al-Qur'ān*, 1:755

[55] ۔ وحیدالدین خان، مولانا، **فکر اسلامی**،212۔

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Fikar-e-Islāmī* , 212.

[56] ۔ وحیدالدین خان، مولانا، **تذکیر القرآن**،1:756

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Tazkīr al-Qur'ān*, 1:756

[57] ۔ القحطاني، سعید بن مسفر بن مفرح، **دروس الشیخ قحطانی**(http://www.islamweb.net، طبع1432)ج1، ص7

Al-Qahtani, Saeed bin Musfar bin Mufarah, Daroos al-Shaykh Qahtani (http://www.islamweb.net, edition 1432) vol. 1, p. 7

[58] ۔ وحیدالدین خان، مولانا، **فکر اسلامی**،48۔

Waḥīduddīn Khān, Maulānā, *Fikar-e-Islāmī* , 48.

[59] ۔ ایضاً: ص85

Aydan: p. 85

[60] ۔ایضاً: ص86

Aydan: p. 86

[61] ۔ ایضاً:87

Aydan: 87